ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِنْكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ
قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ
هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ
مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ
قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ
وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ
الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

پھر اس نے اس غم کے بعد تم پر راحت نازل کی (یعنی) غنودگی کہ اس کا تم میں سے ایک جماعت پر غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ اسے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی۔ یہ اللہ کے بارے میں خلاف حقیقت خیالات جاہلیت کے خیالات قائم کر رہے تھے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ اختیار تو سارا اللہ کا ہے۔ یہ لوگ دلوں میں ایسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ کچھ بھی ہمارا اختیار چلتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے (جب بھی) وہ لوگ جن کے لئے قتل ہونا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے اور (یہ سب اس لئے ہوا) کہ اللہ تمہارے باطن کی آزمائش کرے اور تاکہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے صاف کر دے اور اللہ باطن کی باتوں کو خوب جانتا ہے ★ یقیناً تم میں سے جو لوگ اس دن پھر گئے تھے جس دن کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئی تھیں تو یہ لوگ اس سبب سے ہوا کہ شیطان نے انہیں ان کے بعض کرتوتوں کے سبب لغزش دے دی تھی اور بے شک اللہ انہیں معاف کر چکا ہے یقیناً اللہ بڑا مغفرت والا بڑا حلم والا ہے۔ (۳/ ۱۵۴،، ۱۵۵)

۱۵۴۔ یوم احد کے بارے میں ارشادات ★ اللہ تعالیٰ نے پھر مسلمانوں پر اپنا فضل فرمایا اور میدان جنگ میں باقی رہ جانے والے مسلمانوں پر اونگھ مسلط کر دی۔ یہ اونگھ اللہ کی طرف سے سکینت اور نصرت کی دلیل تھی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جن پر احد کے دن اونگھ چھائی جا رہی تھی حتی کہ میری تلوار کئی مرتبہ میرے ہاتھ سے گری میں اسے پکڑتا وہ پھر گر جاتی پھر پکڑتا اور پھر گر جاتی (صحیح بخاری) ★ "اور ایک جماعت وہ تھی" سے مراد منافقین ہیں (قرطبی، بیضاوی) ان منافقین کو اپنی ہی پڑی تھی اور طبعاً نہ دین کی کوئی فکر تھی اور نہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خیال تھا (مدارک، مجالس ماجدی) ★ (منافقین) اللہ تعالیٰ پر غلط گمان کرتے تھے اور جاہلیت اور کفر کا خیال دل میں رکھتے تھے کہ مدد اور فتح کا ہم سے وعدہ تھا وہ کہاں ہے۔ (اے محبوبؐ) کہہ دیجیے سب کام اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ منافق لوگ اپنے دلوں میں وہ خیالات پوشیدہ رکھتے ہیں جو ظاہر نہیں کرتے یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم کو اختیار ہوتا تو کبھی لڑائی کے لیے نکل کر نہ مارے جاتے۔ زبردستی ہم کو نکالا ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے تو جس کی تقدیر میں مرنا تھا وہ خواہ مخواہ نکل کر مارا جاتا کہ حکم الٰہی ٹل نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں جو کچھ کیا اس لیے کیا کہ تمہارے دلوں کا اخلاص اور نفاق کھل جائے یعنی لوگوں کے دلوں کی بات ظاہر ہو جائے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (جلالین)

۱۵۵- ہمارے وعدہ اور مدد میں کوئی شک و شبہ نہیں چنانچہ اس کو تم نے دیکھ لیا۔ مگر تم نے خود نافرمانی کرکے ہزیمت اٹھائی اور جو لوگ اس روز بھاگے تھے تو ان کو شیطان نے ان کے بعض گناہوں کی شامت سے ڈگمگا دیا تھا جو حضور نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا نہیں مانا گھاٹی کو چھوڑ دیا اور خیر اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے۔ (تفسیر حقانی)

خلاصہ : احد کے میدان میں ایسی مصیبت کی حالت میں ہم نے تمہارے دلوں پر سکینہ اتارا جس سے تمہارے دلوں کو چین آ گیا جس کے باعث تم اونگھنے لگے۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں اس دن کیفیت یہ تھی کہ جس کو دیکھو وہ جھونکے کھا رہا ہے اس کی ٹھوڑی سینے سے لگی ہوئی ہے حتیٰ کہ بعض حضرات گرے پڑے جاتے تھے انہی اونگھنے والوں میں میں بھی تھا ★ یہ چین و سکون اور اونگھ کھرے کھوٹے میں فرق کا باعث تھی کہ مخلصین تو اللہ رسول کے وعدہ پر مطمئن تھے مگر منافقین جنہیں ان وعدوں پر اعتماد نہ تھا انہیں اس وقت اپنی جانوں کے لالے پڑے ہوئے تھے ★ اے محبوب فرما دو کہ ہر چیز کا اختیار اللہ کو ہے اس کا فیصلہ اٹل ہے ★ یہ منافق بڑے بدباطن ہیں ان کے دلوں میں وہ کھوٹ ہوتا ہے جو زبان سے ظاہر نہیں کرتے ★ فرما دو کہ کیا تم قدرت کا مقابلہ کر سکتے ہو اگر تم اپنے گھروں میں بھی رہتے تو جس کو جہاں مرنا تھا وہ کسی نہ کسی وجہ سے وہاں پہنچتا اور وہیں مارا جاتا کیونکہ موت کا وقت اور جگہ پہلے سے مقرر ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ★ حادثات احد میں صدہا حکمتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے تم سب کے دلوں کے حالات ظاہر کر دیے اور تمہارا امتحان بھی لے لیا ★ یہ سب کچھ تمہارے بھلے کو کیا گیا تاکہ تم اپنے پرائے کو پہچان لو ورنہ رب تعالیٰ تو ہمیشہ ہر ایک کے دل کی ہر بات جانتا ہے ★ بعض سلف کا قول ہے کہ "نیکی کا بدلہ یہ بھی ہے کہ اس کے بعد مزید نیکی کی توفیق ملتی ہے اور برائی کا بدلہ یہ ہے کہ اس کے بعد مزید برائی کا راستہ کھلتا ہے" ★ اللہ نے احد میں بعض کی طرف سے ہونے والی لغزشوں، ان کے نتائج اور حکمتوں کے بیان کے بعد پھر اپنی طرف سے ان کی معافی کا اعلان فرما رہا ہے جس سے ان کا محبوب بارگاہ الٰہی ہونا واضح ہے اور دوسرے عام لوگوں کو تنبیہ ہے کہ ان مومنین صادقین کو جب اللہ نے معاف فرما دیا تو اب کسی کے لیے جائز نہیں کہ ان کے بارے میں لب کشائی کرے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا
فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ
حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلَئِن
قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝
وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ
كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝

اے ایمان والو نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جو کہتے تھے اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کرتے
کسی علاقہ میں یا ہوتے تھے جہاد کرنے والے کہ اگر وہ ہوتے ہمارے پاس تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ بنا دے اللہ تعالیٰ
اس (خیال باطل) کو حسرت (کا باعث) ان کے دلوں میں اور (در حقیقت) اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور
اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے اور واقعی اگر تم قتل کئے جاؤ راہ خدا میں یا تم مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور
رحمت (جو تمہیں نصیب ہوگی) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ کے
حضور جمع کئے جاؤ گے پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج
سخت دل تو یہ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے تو آپ درگزر فرمائیے ان سے اور بخشش طلب
کیجئے ان کے لئے اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کرلیں (کسی بات کا) تو پھر
توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے (۳/ ۱۵۶ تا ۱۵۹)

۱۵۶۔ اے ایمان والو تم منافقوں کی مثل نہ ہو جاؤ جیسا انہوں نے اپنے بھائی مسلمانوں کی شان میں کہا تھا تم ایسا
نہ کہو جب وہ سفر میں جا کر مر گئے یا جہاد میں شہید ہوئے کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ شہید ہوتے
یہ قول ان کا اللہ تعالیٰ نے انجام کار ان کے لئے باعث حسرت کیا اور ان کے دلوں میں یہ افسوس رہا کہ ہمارے
پاس ہوتے تو نہ مرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے بیٹھ رہنا موت سے نہیں بچاتا
اور جو تم کرتے ہو یا وہ کرتے ہیں اس کو دیکھتا ہے سب کا عوض دے گا۔ (تفسیر جلالین)

۱۵۷۔ اور بالفرض اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے بھی گئے تو اس سے بہتر کیا چیز ہے اس لئے کہ اگر
شہید ہوئے یا یوں ہی مر گئے تو جبکہ اللہ تعالیٰ خوش ہے تو کیا باک ہے اس کی مغفرت اور رحمت تمہاری
کمائی سے بہتر ہے کیونکہ جو کچھ مال و زر جمع کر رہے ہو اور اس کے لئے مارے مارے پھرتے ہو سب یہیں
رہ جاتا ہے مگر اس کی مغفرت اور رحمت ساتھ رہتی ہے پھر اسی جملہ کو دوسرے پیرایہ سے تاکید کے لئے
اعادہ فرمایا جاتا ہے (تفسیر حقانی)

۱۵۸۔ یہاں مقاماتِ عبدیت کے تینوں مقاموں کا بیان فرمایا گیا۔ پہلا مقام تو یہ ہے کہ بندہ بخوفِ دوزخ اللہ کی عبادت کرے تو اس کو عذابِ نار سے امن دی جاتی ہے اس کی طرف لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ میں اشارہ ہے۔ دوسری قسم وہ بندے ہیں جو جنت کے شوق میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کی طرف وَرَحْمَةٌ میں اشارہ ہے کیونکہ رحمت بھی جنت کا ایک نام ہے۔ تیسری قسم وہ مخلص بندے ہیں جو عشقِ الٰہی اور اس کی ذاتِ پاک کی محبت میں اس کی عبادت کرتے ہیں اور ان کا مقصود اس کی ذات کے سوا کچھ اور نہیں ہے ایسوں کو حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے دائرہ کرامت میں اپنی تجلی سے نوازے گا اس کی طرف لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ میں اشارہ ہے۔ (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنزالایمان)

۱۵۹۔ بِمَا میں "ما" زائدہ تاکید کے لئے لایا گیا ہے ترجمہ میں اسی لئے "ہی" لایا گیا ہے (بیضاوی، روح المعانی، قرطبی بحوالہ ماجدی) اس میں شک نہیں کہ ان قصور واروں کو جن کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل ہو گئی سزا تو کجا سرزنش تک بھی نہ کرنا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لطف و محبت سے پیش آنا محض اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جلوہ نمائی ہی تو تھی جس نے اپنے حبیب کو متصف فرمایا تھا اگر حضور کا حوصلہ اتنا وسیع، رحمت اتنی عام اور عفو و حلم اتنا بے پایاں نہ ہوتا تو حق کے متلاشیوں کا اتنا جمگھٹا کیسے ہوتا۔ تھوڑے سے قصور پر جاتا تو بعض شرم کے مارے اور بعض سزا کے خوف سے دور بھاگ جاتے ✳ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو فرمایا کہ ان سے جو غلطی ہو گئی ہے اسے خود بھی معاف کر دیجئے اور میری جناب میں بھی شفاعت کیجئے کہ میں بھی ان سے راضی ہو جاؤں ✳ مشورہ شریعت کے مسلمہ اصولوں اور اہم ترین احکام میں سے ہے ✳ خوب غور و فکر، بحث و تمحیص کے بعد جو فیصلہ کیا جائے اس کو عملی جامہ پہنانے کا پختہ ارادہ کر لینے کو عزم کہتے ہیں۔ (بحوالہ ضیاء القرآن)

خلاصہ: دلی کفر، بے صبری اور ناشکری منافقوں کے خصوصی عیوب ہیں وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح بزدل بنانا چاہتے ہیں سفر یا جہاد میں فوت یا شہید ہو جانے والوں کے پاس جا کر ان کا کہنا کہ وہ نہ جاتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے محض ایک حسرت ہے۔ موت و حیات تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے اللہ تعالیٰ ہر کھلے چھپے کام کو دیکھ رہا ہے ✳ منافقین اور کفار کی بزدلانہ باتوں پر توجہ نہ دی جائے ✳ دنیا جمع کرنے کے بجائے رب تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنا سعادت ہے ✳ جہاد میں شہادت یا ایمان و اسلام کے ساتھ بستر پر وفات پانے والے مغفرت و رحمت کے مستحق بن جاتے ہیں جو سب سے زیادہ نفع بخش ہے ✳ اللہ کی راہ میں مارے گئے یا فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور جمع کئے جاویں گے قربِ الٰہی کے صلوں سے مالا مال ہوں گے ✳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبِ خلقِ عظیم، رحمۃ للعالمین ہونا اور مزاجِ اقدس کی نرمی و ملاطفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعاماتِ خاص ہیں ✳ آیتِ شریفہ سے مشاورت کی اہمیت، افادیت، ضرورت اور مشروعیت ثابت ہے ✳ بعد مشورہ جس پر رائے پختہ ہو جائے تو پھر اللہ پر توکل کرکے اسے کر گزرنا چاہئے۔ سارا اعتماد و توکل اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہئے بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا
غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ أَفَمَنِ اتَّبَعَ
رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○ هُمْ دَرَجٰتٌ
عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ
رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ○

اگر اللہ تمہارا ساتھ دے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو کون ایسا ہے جو اس کے بعد تمہارا ساتھ دے اور ایمان والوں کو تو چاہیے کہ صرف اللہ پر بھروسہ رکھیں* اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ چھپا کر رکھے اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو اس کی کمائی بھرپور دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا* کیا جو شخص رضائے الٰہی کا تابع ہے وہ بھلا اس جیسا ہو جائے گا جو غضب الٰہی کا مستحق ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے* وہ لوگ اللہ کے نزدیک (مختلف) طبقوں میں ہوں گے اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے* حقیقت میں اللہ نے (بڑا) احسان مسلمانوں پر کیا جب کہ انہی میں سے ایک پیغمبر ان میں بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک صاف کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے* (۳/ ۱۶۰ تا ۱۶۴)

۱۶۰۔ اگر اللہ تعالیٰ تم کو دشمنوں پر غلبہ دے اور تمہاری اعانت فرمائے جیسے کہ جنگ بدر میں فرمائی تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور جو اللہ تعالیٰ تمہاری امداد نہ فرمائے تو پھر تمہارا کون مددگار ہو سکتا ہے اگر وہ مدد نہ کرے اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں۔ (تفسیر جلالین)

۱۶۱۔ جیسے تھا کہ ان کو مشورہ میں شریک کر لیا کرو مگر اس کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ اگر نبی ایسے امور میں مشورہ نہ کریں اور مصالح اور اسرار سلطنت آسانی تم پر ظاہر نہ کریں کہ جو تمہارے فہم سے مابعد ہیں تو تم کو یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ پیغمبر نے خیانت (چھپایا) کی۔ اس لیے کہ نبی اللہ تعالیٰ کا ایسی ہے اس کی شان خیانت (چھپانا) نہیں کیونکہ نبی کو حق الیقین ہے کہ جو کوئی دنیا میں خیانت کرے گا قیامت میں اس کی خیانت (چھپانا) ظاہر کی جاوے گی اور پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کی پوری سزا دی جائے گی (تفسیر حقانی)

کیوں کہ یہ شان نبوت کے خلاف ہے اور انبیاء سب معصوم ہیں ان سے ایسا ممکن نہیں نہ وحی میں نہ غیر وحی میں اور جو کوئی شخص کچھ چھپا رکھے اس کا حکم اسی آیت میں آگے بیان فرمایا جاتا ہے (کنز الایمان)

۱۶۲ ۔ دنیا میں دو قسم کے بندے ہیں ایک رب تعالیٰ کی رضا کے متلاشی دوسرے اسے ناراض کرنے والے اگرچہ کہ دونوں قسم کے لوگ بظاہر شکل و صورت میں یکساں ہیں مگر سوچو تو کیا اللہ کی رضا کے پیچھے چلنے والے لوگ کیا ان بدبختوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کا غضب لے کر لوٹیں اور جن کا ٹھکانہ و جائے قرار دوزخ ہو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہ دونوں جماعتیں یکساں نہیں ہو سکتیں دوزخ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے (مجموعہ از اشرف التفاسیر)

۱۶۳ ۔ **هم** یعنی یہ سب لوگ جو رضائے حق پر چلنے والے ہیں وہ ٭ اور جو راہ (حق) کی مخالفت کرنے والے ہیں وہ ٭ دونوں قسم کے ٭ **هم درجات** اللہ تعالیٰ کے یہاں طبقات کا یہ اختلاف محبوبیت اور مخصوصیت کے لحاظ سے ہوگا ٭ **عند اللہ** سے مراد ہے اللہ کی عدالت میں (کشاف، قرطبی، ابن کثیر، کبیر بحوالہ ماجدی)

۱۶۴ اللہ تعالیٰ کسی وقت کسی کے عمل سے غافل نہیں یہ دوزخی و جنتی جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب تعالیٰ برابر دیکھ رہا ہے ان کی سزا و جزا کا ایک وقت مقرر ہے وہ وقت آنے پر بدلہ دیا جائے گا ۔ (اشرف التفاسیر)

۱۶۴ ۔ دوبارہ منت انسانوں کو فرشتہ سیرت بنا گئے۔ جنہیں کوئی اپنا غلام بنانا بھی پسند نہیں کرتا تھا کیوں کر آج جہاں بانی میں دنیا بھر کے استاد ہو گئے جن کی گھٹی میں شراب تھی ظلم و ستم جن کا شعار تھا کفر و شرک اور فسق و فجور کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکتے بھٹکتے صدیاں گزر چکی تھیں ان میں یہ مکمل تبدیلی اور ہمہ گیر انقلاب کیوں کر آ گیا جنہوں نے بھی ان حقائق پر غور کیا ہے وہ ہادی برحق معلم کی شان ارفع کو جان سکتے ہیں تلاوتِ آیات، تعلیم کتاب و حکمت کے علاوہ تزکیہ نفس اور تربیت صالحہ سے یہ مبارک انقلاب برپا ہوا (ضیاء القرآن)

خلاصہ : اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو خواہ تمام دنیا مقابلہ میں جمع ہو جائے مگر تم پر غالب نہیں آ سکتی تم ہی غالب رہو گے اور اگر تمہاری کسی غلطی کی وجہ سے کسی خاص موقعہ پر رب تعالیٰ تمہاری امداد چھوڑ دے تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا ۔ مومنین اللہ تعالیٰ ہی پر کامل بھروسہ کریں ٭ نبوت و خیانت کبھی جمع ہو سکتی ہی نہیں یہ دونوں چیزیں اندھیرے اور اجالے کی طرح متضاد ہیں ٭ ہر شخص کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا ٭ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی پر ظلم نہ ہوگا ٭ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے احد کی طرف چلنے کا حکم دیا تو مخلص مومنین (اہل خیر) آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے مگر منافقین (اہل شر) کچھ نکلے ہی نہیں اور نکلے بھی تو بعد میں واپس لوٹ گئے ان دونوں جماعتوں کے متعلق آیت کا نزول ہوا ٭ دونوں جماعتیں یکساں نہیں ان کے درجات میں نیکوں (جنتیوں) کے اعلیٰ اور اعلیٰ ترین اور دوزخیوں کے طبقات مختلف ہیں بد اور بدتر ۔ دوزخی جنتی یکساں نہیں درجوں میں مختلف ہیں جنتی اعلیٰ اور دوزخی ادنیٰ ٭ بے شک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ نعمت عظیمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرما کر لوگوں کو گمراہی سے رہا کر کے راہ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں ٭ قرآن مجید فرقان حمید کی آیات جلیلہ لوگوں کو سنانا، کفر و ضلالت اور ارتکاب محرمات و معاصی اور خصائل ناپسندیدہ سے پاک کرنا یعنی کتاب و حکمت سکھانا اور نفس کی قوت عملیہ اور علمیہ دونوں کی تکمیل فرمانا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اعلیٰ و ارفع کے اہم فرائض ہیں ۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ
أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ
فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ
لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا
تَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ
بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ
قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ
أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

کیا جب پہنچی تمہیں کچھ مصیبت حالانکہ تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو) اس سے دگنی تو تم کہہ اٹھے کہاں سے آپڑی یہ مصیبت؟ فرمایئے یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے* اور وہ مصیبت جو پہنچی تھی تمہیں اس روز جب مقابلہ کو نکلے تھے دونوں لشکر تو وہ اللہ کے حکم سے ہی پہنچی تھی اور (مقصد یہ تھا کہ) دیکھ لے اللہ تعالیٰ مومنوں کو اور* دیکھ لے جو نفاق کرتے تھے اور کہا گیا ان سے آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا بچاؤ کرو (اپنے شہر کا) بولے اگر ہم جانتے کہ جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے۔ وہ کفر سے اس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے کہتے ہیں اپنے منہ سے (ایسی باتیں) جو نہیں ہیں ان کے دلوں میں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں* جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں حالانکہ وہ خود (گھر) بیٹھے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے آپ فرمایئے ذرا دور تو کر دکھاؤ اپنے آپ سے موت کو اگر تم سچے ہو۔ (۳/۱۶۵ تا ۱۶۸)

۱۶۵۔ یہاں جس مصیبت کا ذکر ہو رہا ہے یہ احد کی مصیبت ہے جس میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے اور اس سے دگنا نقصان مسلمانوں نے کافروں کو پہنچایا تھا یعنی بدر والے دن ستر کافر قتل کئے گئے تھے اور ستر قید کئے گئے تھے تو (احد کے دن کی مصیبت دیکھ کر) مسلمان کہنے لگے کہ یہ مصیبت کیسے آ گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔
حضرت عمر بن خطابؓ کا بیان ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں نے فدیہ لے کر جن کفار کو چھوڑ دیا تھا اس کے بدلے میں اگلے ان میں سے ستر مسلمان شہید کئے گئے* ایک مطلب تو یہ ہوا کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے یعنی تم نے بدر کے قیدیوں کو زندہ چھوڑنا اور ان سے جرمانہ جنگ (فدیہ) وصول کرنا اس شرط پر منظور کیا تھا کہ تمہارے بھی اتنے ہی آدمی شہید ہوں تو وہ شہید ہوئے دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی اس باعث تمہیں یہ نقصان پہنچا تیر اندازوں کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں لیکن وہ ہٹ گئے۔
* اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کرے، ارادہ و حکم دے کوئی نہیں جو اس کا حکم ٹال سکے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۶۶۔ مقابلہ کے روز جو کچھ پیش آیا وہ مقدر تھا اس میں مخلصین اور منافقوں کا امتحان مقصود تھا۔ (تفسیر عثمانی)

۱۶۷۔ جب منافقین احد سے پلٹنے لگے تو ان سے فرمایا گیا کہ جاتے کہاں ہو اللہ کی راہ میں جہاد کرو یا کم از کم ہم میں رہ کر دشمن کا دفاع کرو کہ تمہاری موجودگی سے ہماری تعداد بڑھے اور دشمن کے دل میں خوف پیدا ہو تو وہ شرارت سے جواب دیتے ہیں کہ ہم کیا کریں ہمیں تو جنگ کرنا آتی ہی نہیں ... یہ منافق بمقابلہ ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہیں اور بمقابلہ مسلمانوں کے کفار سے زیادہ نزدیک ہیں۔ کیونکہ ان کی زبانیں تو ہمارے ساتھ تھیں دل کفار کے ساتھ اور آج ان کی زبانیں بھی کفار کے ساتھ ہو گئیں۔ یہ جو انہوں نے کہا کہ ہم فنونِ جنگ سے واقف نہیں صرف ان کے منہ کی بکواس ہے دل میں ان کے کچھ اور ہے ... اللہ تعالیٰ ان کی چھپی سازشوں کو خوب جانتا ہے وہ سزا دے گا جو ان کے لائق ہو گی (بحوالہ اشرف التفاسیر)

۱۶۸۔ یہ منافقین کے اس قول کا رد ہے کہ "اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ کئے جاتے" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اگر تم سچے ہو تو اپنے سے موت کو ٹال کر دکھاؤ" مطلب یہ ہے کہ تقدیر سے کسی کو مفر نہیں۔ موت بھی جہاں اور جیسے مقدر ہے وہاں اور اسی صورت میں آ کر رہے گی۔ اس لئے جہاد اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے گریز و فرار یہ کسی کو موت کے شکنجے سے نہیں بچا سکتا۔ (ص ی)

خلاصہ: احد کے میدان میں مسلمان از راہ تعجب کہنے لگے عجیب بات ہے ہم حق پر ہیں راہِ خدا میں جہاد کرنے نکلے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی ہم میں موجود ہیں اور ہمیں ان لوگوں کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانا پڑی جو کہ مشرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا ہوا اگر تمہیں آج تکلیف پہنچی اس سے پہلے تم ان پر دوگنی ضرب لگا چکے ہو تم نے بدر میں ان کے ستر سردار قتل کئے اور ستر کو قیدی بنا لیا تھا اور اس پسپائی کے اسباب کے متعلق زیادہ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں تم میں سے بعض نے ہمارے رسول کے حکم کی سرتابی کی اور تم سب کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا ✱ فتح دینا اور شکست کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ✱ جس دن مسلمان اور کافر ملے (غزوۂ احد میں) یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان اور منافقوں کو ظاہر کر دے ✱ جب مقابلہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو عبداللہ بن ابی کی رائے یہ تھی کہ شہر سے باہر نہ نکلو گو وہ بھی بظاہر اسلام میں شامل ہو کر نکلا تھا مگر عین مقابلہ کے وقت تین سو آدمیوں کے ساتھ پھرا جب اس سے عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری نے کہا کہ تو ہمیشہ دعویٰ اسلام کیا کرتا تھا اب خدا تعالیٰ کی راہ میں لڑ اور اگر اسلام پر تیرا عقیدہ نہیں تو پاس ٹھہر اور سواد ہی سے فوجوں کو بڑھا۔ اس نے کہا صاحب ہم کو لڑنا نہیں آتا اگر آتا تو ہم تمہارے تابع رہتے یہ بات اس نے بطور طعن کے کہی تھی کہ میرا کہنا کیوں نہ مانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب تھے کیونکہ ان کے کہنے سے کفر کو مدد ملی اور یہ باتیں صرف زبان سے کہتے ہیں دل میں کفر پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے ✱ یہ منافقین جہاد میں شہید ہونے والوں پر طعن کرتے ہیں کہ وہ ہمارا کہنا مانتے تو نہ مارے جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب آپ ان سے فرما دیں کہ اگر تم سچے اور واقعی جہاد میں نہ جانا موت سے بچا سکتا ہے تو اپنے سے موت دفع کر دو اور دنیا میں ہمیشہ زندہ رہ کر دکھاؤ۔ حالانکہ تم مرنے ہو

(حوالہ جات: تفسیر ضیاء القرآن)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ۝
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ
مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا
لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝
اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ ١٦٩ تا ١٧٣

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو۔ بلکہ وہ لوگ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں رزق پاتے رہتے ہیں* ان (نعمتوں) سے مسرور ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور جو لوگ ان کے بعد والوں سے ابھی ان سے نہیں جا ملے ہیں ان کی بھی اس حالت سے خوش ہیں کہ ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے* وہ لوگ خوش ہو رہے ہیں اللہ کے انعام اور فضل پر اور اس پر کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے کہنے کو مان لیا* بعد اس کے کہ انہیں زخم لگ چکا تھا ان میں سے نیک اور متقی ہیں ان کے لئے اجر عظیم ہے* یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان سے کہنے والوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف بڑا سامان اکٹھا کر لیا ہے ان سے ڈرو لیکن اس نے ان کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور یہ لوگ بولے کہ ہمارے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے (۳/۱۶۹تا۱۷۳)

۱۶۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گو شہید فی سبیل اللہ دنیا میں مار ڈالے جاتے ہیں لیکن آخرت میں ان کی روحیں زندہ رہتی ہیں اور روزیاں پاتی ہیں۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر صحابیوں کو بیرِ معونہ کی طرف بھیجا تھا جب یہ جماعت اس غار تک پہنچی جو کنویں کے اوپر تھی تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور آپس میں کہنے لگے کون ہے جو اپنی جان جوکھم میں ڈال کر اللہ کے رسول کا کلمہ ان تک پہنچائے۔ ایک صحابی اس کے لئے تیار ہوئے اور ان لوگوں کے گھروں کے پاس جا کر با آواز بلند فرمایا۔ اے بیرِ معونہ والو سنو میں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قاصد ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں یہ سنتے ہی ایک کافر اپنا تیر سنبھالے ہوئے اپنے گھر سے نکلا اور اس طرح تاک کر تیر مارا کہ ادھر کی پسلی سے ادھر کی پسلی تک پار ہو گیا۔ اس صحابی کی زبان سے بے ساختہ نکلا رب کعبہ کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔ اب کفار نشانات ڈھونڈتے ہوئے اس غار پر جا پہنچے اور عامر بن طفیل نے جو ان کا سردار تھا ان سب مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ان کے بارے میں قرآن اترا کہ ہماری جانب سے ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے ہم ان آیتوں کو برابر پڑھتے رہے پھر ایک مدت کے بعد یہ منسوخ ہو کر اٹھا لی گئی اور آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ الخ اتری (تفسیر ابن کثیر)

۱۷۰۔ وہ خوش ہیں اس سے جو کچھ ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا اور خوش ہیں کہ ان کے بھائی مسلمان ابھی ان سے نہیں ملے دنیا میں ان کے مامون اور بے خوف اور شاداں ہونے سے خوش ہوتے ہیں یعنی مسلمان بھائیوں کی خوشی سے خوش ہوتے ہیں۔ (جلالین)

۱۷۱۔ (عالم روحانی میں ان احیاء کو دنیا کا علم اور اشتیاق بھی رہتا ہے) اور یہ بھی مژدہ سنایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے اجر اور دینی خدمت کو ضائع نہیں کرتا تم اپنی ذکری (خدمت) پوری کر چکے ہو اب تم پر رحمت ہے (حقانی)

۱۷۲۔ جب جنگ احد (ختم) ہوئی ابو سفیان کے سردار تھے کافروں نے کہہ گئے کہ اگلے سال بدر پھر لڑائی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لیا جب اگلا سال آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم کیا کہ چلو لڑائی کو اس وقت جنہوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر جرأت کی (موضح القرآن)

۱۷۳۔ جنگ احد سے واپس ہوتے ہوئے ابو سفیان نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر کہہ دیا [illegible] ہمارا آپ کا مقام بدر میں جنگ ہوگی حضور نے ان کے جواب میں فرمایا ان شاء اللہ۔ جب وہ وقت آیا اور ابو سفیان اہل مکہ کو لے کر جنگ کے لئے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہو جانے کا ارادہ کیا اس موقع پر ابو سفیان کی نعیم بن مسعود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابو سفیان نے کہا اے نعیم اس زمانہ میں میری لڑائی مقام بدر میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طے ہو چکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں تو مدینہ جا اور تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو میدان جنگ میں جانے سے روک دے اس کے عوض میں تجھ کو دس اونٹ دوں گا۔ نعیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں ان سے کہنے لگا کہ تم جنگ کے لئے جانا چاہتے ہو اہل مکہ نے تمہارے لئے بڑے لشکر جمع کئے ہیں خدا کی قسم تم میں سے ایک بھی پھر کر نہ آئے گا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو پس حضور ستر سواروں کو ہمراہ لے کر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے بدر پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مال تجارت ساتھ تھا اس کو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے جنگ نہیں ہوئی چونکہ ابو سفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہو کر مکہ شریف کو واپس ہو گئے تھے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

خلاصہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں جنتی میوے کھاتے ہیں طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا * علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ پائے گئے (خازن وغیرہ) * جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد جب ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقام روحاء پہنچے تو افسوس ہوا کہ وہ واپس کیوں آگئے مسلمانوں کا خاتمہ ہی کیوں نہ کر دیا یہ خیال کر کے انہوں نے پھر واپس جانے کا ارادہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان کے تعاقب کے لئے اپنی روانگی کا اعلان فرمایا صحابہ

[illegible]

وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْۗءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۝ ۠
فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ
فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّھُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ
وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۚ
وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ
۱۷۸/۱۷۳
اِنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(ان کے عزم و توکل کا نتیجہ یہ نکلا کہ) واپس آئے یہ لوگ اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ نہ چھوا ان کو کسی برائی نے اور پیروی کرتے رہے رضائے الٰہی کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے * یہ تو شیطان ہے جو ڈراتا ہے (تمہیں) اپنے دوستوں سے پس نہ ڈرو ان سے بلکہ مجھ ہی سے ڈرا کرو اگر تم مومن ہو * اور (اے جان عالم) نہ غمزدہ کریں آپ کو جو جلدی سے کفر میں داخل ہوتے ہیں بے شک یہ ہرگز نہیں نقصان پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی۔ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہ رکھے ان کے لئے ذرا حصہ آخرت (کی نعمتوں) سے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے * بے شک جنہوں نے خرید لیا کفر کو ایمان کے عوض میں ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے * اور نہ خیال کریں جو کفر کر رہے ہیں کہ ہم جو مہلت دے رہے ہیں انہیں یہ بہتر ہے ان کے لئے صرف اس لئے ہم تو انہیں مہلت دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ کریں گناہ اور ان کے لئے عذاب ہے ذلیل و خوار کرنے والا۔ (۳/ ۱۷۳ تا ۱۷۸)

۱۷۴۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے شہروں کی طرف بغیر کسی نقصان اور برائی کے لوٹے، دشمن اپنی مکاریوں میں ناکام رہا ان سے اللہ خوش ہو گیا کیونکہ انہوں نے اس کی خوشی کا کام انجام دیا تھا اللہ تعالیٰ بڑے فضل و کرم والا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا فرمانا ہے کہ نعمت تو یہ تھی کہ وہ سلامت رہے اور فضل یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کے ایک قافلے سے مال خریدا جس میں بہت ہی نفع ہوا اور اس کل نفع کو آپؐ نے اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۷۵۔ بے شک یہ شخص جس نے تمہیں ابوسفیان وغیرہ کے لشکر سے ڈرایا تھا شیطان ہے کہ تم کو اپنے دوستوں یعنی کافروں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو میرے حکم کے خلاف نہ کرو اگر تم پکے مسلمان ہو (جلالین)

۱۷۶۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) یا (اے ہر مخاطب اہل ایمان) تم کو ان کے اس کفر کی تیاری اور کوشش سے ہراساں نہ ہونا چاہئے یہ سب ہیچ ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کو کرنا ہے وہی کر کے رہے گا یہ اس کے ارادے اور اس کے جاری کئے ہوئے دین میں کچھ بھی خلل اندازی نہ کر سکیں گے نہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ سکیں گے یہ صرف اپنا ہی بگاڑ کریں گے ان کی اس شرارت سے اللہ تعالیٰ یہ چاہ رہا ہے کہ ان کے لئے آخرت میں سعادت کا کوئی حصہ کچھ نہ رہے یہ بدبخت ازلی ہیں ان کو عذاب عظیم ہوگا۔ (تفسیر حقانی)

• یعنی منافق لوگ کہ جہاں مسلمانوں کی (پریشانی) دیکھی اور کفر کی باتیں کرنے لگے (موضح القرآن)

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ سب لوگ مسلمان ہو جائیں، اسی لئے ان (کفار و منافقین) کے انکار اور تکذیب سے آپ کو سخت تکلیف پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کو تسلی دی کہ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ غمگین نہ ہوں، یہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اپنی ہی آخرت برباد کر رہے ہیں۔ (ص ی)

177۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ایمان کے عوض کفر خرید لیا یا تو اس طرح کہ مسلمان تھے مرتد ہو گئے یا اس طرح کہ منافقت سے کلمہ پڑھ کر مومنوں میں شمار ہو گئے تھے پھر اپنی حرکتوں سے اپنا کھلا کفر ظاہر کر بیٹھے یا اس طرح کہ دنیا میں میثاقِ ایمان لے کر آئے تھے پھر یہاں کفر اختیار کر بیٹھے یا اس طرح کہ رب تعالیٰ نے ان میں ایمان لانے کی استعداد پیدا کی تھی اور عالم کے ذرہ ذرہ میں اپنی توحید کی علامات قائم فرمائی تھیں اگر یہ ان میں ذرا سا تدبر کرتے تو ایمان لے آتے مگر یہ تو کیا اندھا دھند کافر ہو بیٹھے کچھ یقین جانیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کے دین کو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو کبھی کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے بلکہ اس اندھی تجارت کا وبال ان ہی پر پڑے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ (اشرف التفاسیر)

178۔ درازیٔ عمر اور اس کو عیش و عشرت کے ساتھ بسر کرنے کی مہلت کو اصلاً خیر سمجھتے ہیں لیکن کفار اس پر مغرور نہ ہوں۔ انھیں جتنی ڈھیل دی جا رہی ہے تو ان کا بوجھ زیادہ ہو رہا ہے اور اس طرح ان کی سزا اور عذاب میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون شخص اچھا ہے۔ فرمایا جس کی عمر دراز اور عمل اچھے ہوں عرض کیا گیا اور بدترین کون ہے فرمایا جس کی عمر دراز اور عمل خراب۔ (خزائن العرفان)

خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے چیلنج کے جواب میں بدر کا قصد فرمایا چنانچہ وہاں پہنچ گئے اور وہاں آپ نے ابوسفیان کا آٹھ دن تک انتظار فرمایا اور ابوسفیان بھی مکہ والوں کو لے کر روانہ ہوئے مگر مرّ الظہران میں پہنچے تو ہراساں ہو گئے واپس مکہ جانے کا ارادہ کیا اور قوم والوں سے کہا واپس چلو چلو چنانچہ وہ واپس ہو گئے (ابن ہشام) اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں مسلمانوں کے لئے یقینی کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت ڈال دی گئی اور وہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو حمراء الاسد کے بازار میں تجارت کا موقع ملا اور نفع کثیر حاصل ہوا اور رضائے الٰہی کا حصول جو جہاد کے لئے نکلنے پر بطور نعمت خاص ہے ✱ مومن و منافق میں امتیاز کے لئے خاص حالات و حوادث اور مشکلات کا پیدا کیا جانا جن سے عملاً منافقین کا نفاق کھل جائے حکمت بالغہ ہے ✱ نفاق کے ظاہر ہو جانے پر منافقین سے مومنین کا اختلاط قطع ہو جاتا ہے جس کے سبب مومن ضرر سے محفوظ ہو جاتے ہیں ✱ شیطان کبھی اپنی اصلی صورت میں آ کر حملہ نہیں کرتا جب وار کرتا ہے تو کسی نہ کسی دوست کی شکل و قالب میں آ کر وار کرتا ہے ✱ منافقین کی سازشیں دینِ حق کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں بلکہ ان کا ہی دنیا و آخرت کا زیاں ہوتا ہے ✱ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مشیت کے مطابق کافروں کو مہلت عطا فرماتا ہے کافروں کو وقتی طور پر ملنے والی آسائشیں وغیرہ دراصل مہلتِ الٰہی ہیں جن کے باعث ان کے کفر و فسوق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے بالآخر وہ جہنم کے دائمی عذاب کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ
مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ
مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا
فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ ھُوَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا
بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ جس حال پر تم ہو اللہ اس پر ایمان والوں کو چھوڑ دے رکھنے کا نہیں جب تک
کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے اور نہ اللہ تمہیں غیب پر مطلع کرنے والا ہے البتہ اللہ جس کو چاہتا
ہے (   ) اپنے رسولوں میں سے انتخاب کر لیتا ہے تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم
ایمان لاؤ گے اور تم نے تقویٰ اختیار کر لیا تو تمہارے لیے اجر عظیم ہے * اور جو لوگ اس مال میں بخل کرتے
رہتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں
اچھا ہے نہیں بلکہ ان کے حق میں (بہت) برا ہے یقیناً ان لوگوں کو قیامت کے دن طوق پہنایا جائے گا
(اس مال) کا جس میں انھوں نے بخل کیا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ جو کچھ تم
کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔ (۳/ ۱۷۹، ۱۸۰)

۱۷۹- یہ طے شدہ امر ہے کہ بعض احکام اور بعض امتحانات سے اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دے گا کہ اس کا ولی کون ہے اور اس کا دشمن کون ہے مومن صابر اور منافق فاجر بالکل جدا جدا ہو جائیں گے اس سے مراد احد کی جنگ کا دن ہے جس میں ایمان داروں کا صبر و استقامت پختگی اور توکل فرمانبرداری اور اطاعت شعاری اور منافقین کی بے صبری اور مخالفت تکذیب اور ناموافقت انکار اور خیانت ظاہر ہو گئی غرض جہاد کا حکم ہجرت کا حکم یہ گویا ایک آزمائش تھی جس نے بھلے برے میں تمیز کر دی۔ سدی فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو ذرا بتلائیں کہ ہم میں سے سچا مومن کون ہے اور کون نہیں۔ اس پر آیت "مَا كَانَ اللّٰهُ الخ" نازل ہوئی (ابن جریر) پھر فرمایا ہے کہ اللہ کے غیب کو تم نہیں جان سکتے ہاں وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ مومن اور منافق میں صاف تمیز ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے پسند کر لیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور اللہ مسلمانوں کو جس حالت پر تم ہو نہ چھوڑے گا کہ خالص ایمان والے اہل نفاق سے جدا اور ظاہر نہ ہوں بلکہ وہ منافق کو مومن سے جدا کر دے گا یعنی تکالیف میں مبتلا فرمائے گا کہ جس پر مومن مخلص تو صبر کر سکتا ہے منافق گھبرا کر کلمہ کفر زبان سے نکال دیتا ہے جس سے اس کا کفر خفی ظاہر ہو جائے گا سو اللہ نے جنگ احد میں ایسا ہی کیا کہ آزمائش کے لئے تکالیف ڈالیں منافقوں کا حال کھل گیا اور اللہ تم کو بلا واسطہ غیب پر اطلاع نہیں دیتا کہ منافقوں کو

غیر منافقوں سے تمیز کر دو بدون اس کے کہ اللہ کی طرف سے تمیز نہ ہو۔ ولیکن وہ جس کو چاہتا ہے انبیاء برگزیدہ کرتا ہے اور پیغمبروں کے واسطے خاص فرماتا ہے پھر اس کو غیب کی اطلاع فرما دیتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے حال کی اطلاع کر دی سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان پر مستقیم رہو گے اور نفاق سے بچتے رہو گے تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

۱۸۰۔ وہ لوگ جو اس مال میں بخل و کنجوسی کرتے ہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے کہ (فرض اور نفل کہاں ہیں) اس طرح کہ مال کے شرعی حقوق ادا نہیں کرتے زکوٰۃ اور دیگر واجب صدقے نہیں دیتے خود نہیں کھاتے پیتے بال بچوں کو تنگی میں رکھتے ہیں ماں باپ عزیز و اقارب پر ان کی حاجت کے باوجود نہیں خرچتے وہ لوگ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ان کا بخل یا ان کا بخل کیا ہوا مال ان کے لئے کچھ بھی بہتر ہو گا۔ شاید کہ ان کا بخل کیا ہوا مال گنجے سانپ کی شکل میں ان کے گلے کا طوق بن کر انہیں ڈسے گا۔ وہ بے وقوف یہ نہیں سمجھتے کہ ان کا اور ان کے مال و متاع کا آسمان و زمین کی تمام چیزوں کا اللہ ہی والی وارث ہے پھر انہیں بخل سے فائدہ کیا۔ خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم سب کے برے بھلے تمام کام دیکھ رہا ہے (اشرف التفاسیر)

خلاصہ: یہ خیال نہ کرنا کہ جہاد اور اس کی تکالیف و دیگر حادثات و آفات یونہی بے کار نمودار ہوتے رہتے ہیں ان میں بہت سی حکمتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ منافق و مخلص خلط ملط ملے جلے نہ رہیں بلکہ الگ ہو کر سے ممیز ہو جائیں کہ جو ان آفتوں میں صابر رہے گا وہ مخلص مومن ہے اور جو ان حالات سے گھبرا کر بکواس شروع کر دے اس کا نفاق کھل جائے *۔ رب تعالیٰ مومنوں کو اس خلط ملط کی حالت میں رہنے نہیں دے گا بلکہ ایسے حادثات و واقعات ضرور پیدا فرمائے گا جن سے لوگوں کی حیثیت ظاہر ہو جائے گی کہ رب تعالیٰ اس ذریعہ سے گندے کو ستھرے سے منافق کو مومن سے خبیث کو طیب سے الگ کر دے گا تاکہ اس حیثیت کی پوری وجہ نہ تو بے واقعات ہو جاتے اور نہ یہ وجہ ہو گی کہ تم سب کو علم غیب پر مطلع کر دیا جائے تاکہ تم سب ہر ایک کے دل کا اخلاص یا نفاق کو جان لو بلکہ اس علم کے لئے تو اس کی قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو منتخب کرتا ہے انہیں علوم غیب کی خبریں دیتا ہے جس سے وہ لوگوں کے دلی حالات سے خبردار ہوتے ہیں پھر وہ رسول جسے چاہیں اس کے ایمان اور کفر پر مطلع کر دیں چنانچہ ایک لوگ آتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارتیں دے دیں کہ حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) جوانانِ جنت کے سردار ہیں صدیق اکبر و فاروق اعظم جنت میں میرے ساتھی ہیں وغیرہ یہ رسولوں کا انتخاب اس لئے ہے تاکہ تم کبھی بھی ان سے مستغنی و بے نیاز نہ ہو سکو لہٰذا تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ۔ اگر ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے پھر تو تمہیں بڑا ثواب ملے گا (بحوالہ) (الفیا) * لغت میں بخل کہتے ہیں اس چیز کا روک لینا جس کا ادا کرنا اس پر واجب ہے (القرطبی) اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو مال حقوق کو ادا کرنے میں بخل کرتے ہیں حدیث صحیح میں اس آیت کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ " کہ اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں (صحیح بخاری کتاب التفسیر و کتاب الزکاۃ) * منافقین خود بھی بخل کیا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی بخل کی تلقین کرتے تھے یہاں اسی طرف اشارہ ہے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا
وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا
قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ
رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

بے شک سنا اللہ نے قول ان (گستاخوں) کا جنھوں نے کہا کہ اللہ مفلس ہے حالاں کہ ہم غنی ہیں
ہم لکھ لیں گے جو انھوں نے کہا نیز قتل کرنا ان کا انبیاء کو ناحق (بھی لکھ لیا جائے گا) اور ہم کہیں گے کہ
(اب) چکھو آگ کے عذاب (کا مزہ) * یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور یقیناً
اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر * یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کہا کہ تحقیق اللہ نے اقرار لیا ہے ہم سے
کہ ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایک قربانی کھالے اس کو آگ آپ
فرمایئے آچکے تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے بھی دلیلوں کے ساتھ اور اس معجزہ کے ساتھ بھی جو تم کہہ رہے ہو
تو کیوں قتل کیا تھا تم نے انھیں اگر تم سچے ہو * اگر یہ جھٹلاتے ہیں آپ کو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں)
بے شک جھٹلائے گئے رسول آپ سے پہلے جو لائے تھے معجزات اور صحیفے اور روشن کتاب (۳/۱۸۱ تا ۱۸۴)

۱۸۱ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے اور وہ اسے
چند در چند کر کے دے تو یہود کہنے لگے کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا رب فقیر ہو گیا ہے اور اپنے بندوں سے
قرض مانگ رہا ہے اس پر یہ آیت "لقد سمع اللہ ... الخ" نازل ہوئی - ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
یہودیوں کے مدرسے میں گئے یہاں کا بڑا معلم فنحاص تھا اور اس کے ماتحت ایک بڑا عالم اشیع تھا لوگوں کا مجمع تھا اور
وہ ان سے مذہبی باتیں سن رہے تھے آپ نے فرمایا فنحاص اللہ سے ڈر اور مسلمان ہو جا خدا کی قسم تجھے خوب معلوم ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں وہ اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں ان کی صفتیں توراۃ و انجیل میں
تمہارے ہاتھوں میں موجود ہیں تو فنحاص نے جواب دیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سن! ہم کو اس سے بے پرواہی ہیں ہم غنی اور تونگر ہیں
اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض طلب نہ کرتا جیسے کہ تمہارے پیغمبر کہہ رہے ہیں ہمیں تو سود سے روکے اور خود
سود دے اگر غنی ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا - اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فنحاص کے منہ پر
زور سے طمانچہ رسید کیا اور فرمایا خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم یہود سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں
تجھ دشمن خدا کا سر کاٹ دیتا جاؤ بدنصیبو جھٹلاتے ہی رہو - پھر فنحاص نے جا کر اس کی شکایت سرکار
محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کی - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت فرمایا

کو اسے کیوں مارا ۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے واقعہ بیان کیا لیکن فنحاص اپنے قول سے مکر گیا کہ میں نے تو ایسا کہا ہی نہیں اس بارے میں یہ آیت اتری ۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عذاب کی خبر دیتا ہے کہ ان کا یہ قول اور ساتھ ہی ان جیسا ان کا بڑا گناہ یعنی قتل انبیاء ہم نے ان کے نامہ اعمال میں لکھ لیا ہے ایک طرف ان کا جناب باری کی شان میں یہ بے ادبی کرنا دوسری جانب نبیوں کو مار ڈالنا ان کاموں پر انہیں سخت تر سزا ہوگی ان کو ہم کہیں گے کہ جلنے والے عذابوں کا ذائقہ چکھو اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے کرتوت کا بدلہ ہے یہ کہہ کر انہیں ذلیل و رسوا کر کے عذاب ہوگا ۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۸۲ ۔ جب وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو ان کو کہا جاوے گا کہ یہ اس کی سزا ہے جو تم نے بد عمل کئے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا بغیر گناہ کے ان کو عذاب دے ۔ (تفسیر جلالین)

۱۸۳ ۔ (یہود نے کہا تھا کہ) خدا تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ اس وقت تک ہم کسی نبی کی تصدیق نہ کریں جب تک کہ وہ ایک قربانی نہ ذبح کرے اور اس کو آسمان سے آگ آ کر نہ کھا جاوے جیسا کہ ہمارے انبیاء کے عہد میں ہوا کرتا تھا بیان ان دونوں باتوں کا جواب ہے کہ جو کچھ یہ گستاخی کرتے ہیں ہم اس کو سن رہے ہیں ہم اس کو ان کے اعمال میں لکھتے جاتے ہیں اور جو ان کے بزرگوں نے انبیاء کو ناحق قتل کئے ہیں اور یہ بھی اس کے پسند کرنے کے سبب سے اس میں شریک ہیں اس کو بھی ہم لکھ رہے ہیں یعنی یہ گستاخی کچھ تعجب کی بات نہیں یہ تو پشتینی بدمعاش اور خدا تعالیٰ سے نافرمان ہیں (تفسیر حقانی)

۱۸۴ ۔ (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بالکل غم نہ کریں کہ انہوں نے کھلے کھلے معجزوں اور کتاب ہدایت کا ڈھٹائی سے انکار کیا ۔ حالانکہ ان پیغمبروں کے پاس معجزات بھی تھے صحیفے بھی اور چمکتی دمکتی کتاب آسمانی بھی ✱ جب اگلے نبیوں نے ان کی تکذیب پر صبر کیا آپ بھی صبر کریں کہ صبر تلخ ہے مگر اس کا پھل میٹھا ہے (اشرف التفاسیر)

خلاصہ: جب اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا (۲/۲۴۵) "کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے" تو یہود نے گستاخانہ باتیں کہیں جس پر یہ آیت (۳/۱۸۱) نازل ہوئی ✱ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دینے سے مراد نیک کاموں میں خرچ کرنا ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کو قرض سے بطور استعارہ کے تعبیر کرنا کمال بلاغت ہے ✱ شان انبیاء میں گستاخی کرنے والا شان الٰہی میں بے ادب ہو جاتا ہے ✱ یہود کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم سے توریت میں عہد لیا گیا ہے کہ جو مدعی رسالت ایسی قربانی نہ لائے جس کو آسمان سے سفید آگ اتر کر کھا لے اس پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں اس پر یہ آیت (۳/۱۸۳) نازل ہوئی اور ان کے اس کذب محض اور افتراء خالص کا ابطال کیا گیا کیونکہ اس شرط کا توریت میں نام و نشان بھی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کی تصدیق کے لئے معجزہ کافی ہے کوئی سا معجزہ ہو جب نبی نے کوئی معجزہ دکھایا اس کے صدق پر دلیل قائم ہو گئی اور اس کی تصدیق کرنا اور اس کی نبوت کو ماننا لازم ہو گیا اب کسی خاص معجزہ کا اصرار حجت قائم ہونے کے بعد نبی کی تصدیق کا انکار ہے ✱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ یہودیوں کی ان کٹ حجتیوں سے بد دل نہ ہوں ایسا معاملہ صرف آپ کے ساتھ نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ آپ سے پہلے والے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو چکا ہے ۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ
زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ
الْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۚ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوٓا أَذًى كَثِيرًا ؕ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا
فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو تمہاری پوری مزدوری تو بس قیامت کے دن ملے گی تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو کچھ بھی نہیں بجز اک دھوکے کے سودے کے ★ یقیناً تم اپنے مال اور جان سے آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم بہت سی دلآزاری کی باتیں ان سے (بھی) سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے (بھی) جو مشرک ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑی تاکیدی احکام میں سے ہے ★ (۳/۱۸۵/۱۸۶)

۱۸۵ - تمام مخلوق کو عام اطلاع ہے کہ ہر جاندار مرنے والا ہے۔ انسان کل کے کل مرنے والے ہیں اسی طرح فرشتے (اور جملہ حیوان وجن) بھی مر جائیں گے اور صرف اللہ وحدہ لاشریک دوام اور بقا والا باقی رہ جائے گا پہلے بھی وہی تھا اور آخر بھی وہی رہے گا جب سب مر جائیں گے مدت ختم ہو جائے گی صلب آدم سے جتنی اولاد ہونے والی تھی ہو چکی اور پھر سب موت کے گھاٹ اتر گئے مخلوقات کا خاتمہ ہو گیا اسی وقت اللہ تعالیٰ قیامت قائم کرے گا اور مخلوق کو ان کے اعمال کی چھوٹی بڑی چھپی کھلی صغیرہ کبیرہ سب کی جزا و سزا ملے گی کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا یہی اس کے بعد کے جملے میں فرمایا جا رہا ہے ★ حقیقت یہ ہے کہ پورا کامیاب انسان وہ ہے جو جہنم سے نجات پالے اور جنت میں چلا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ مل جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کی خواہش آگ سے بچ جانے اور جنت میں داخل ہو جانے کی ہو اسے چاہئے کہ مرتے دم تک اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جسے خود اپنے لئے پسند کرتا ہو ★ اس کے بعد دنیا کی حقارت اور ذلت بیان ہو رہی ہے کہ یہ نہایت فانی اور زوال پذیر چیز ہے ★ حدیث شریف میں ہے خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں صرف ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبو لے اس انگلی کے پانی کو سمندر کے پانی کے مقابلہ میں جو نسبت ہے وہی دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں ہے۔ حضرت قتادہ کا ارشاد ہے کہ دنیا کیا ہے ایک دھوکے کی ٹٹی ہے جسے چھوڑ جانا ہے کہ تمہیں چل دینا ہے اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ یہ تو عنقریب تم سے جدا ہونے والی اور برباد ہو جانے والی چیز ہے پس تمہیں چاہئے کہ ہوش مندی برتو اور یہاں اطاعت خداوندی کر لو اور طاقت بھر نیکیاں کما لو خدا کی دی ہوئی توفیق بغیر کوئی کام نہیں بنتا۔ (ابن کثیر)

۱۸۶ - تم پر آزمائش کی جاوے گی کہ تمہارے مالوں پر زکوٰۃ مقرر ہوگی کہ دیتے ہو یا نہیں اور طرح طرح کی آفتیں ڈالی جاویں گی اور تم پر عبادات نماز و روزہ وغیرہ مقرر کرکے آزمائش ہوگی کہ تعمیل حکم کرتے ہو یا نہیں اور

مصیبتیں اور تکالیف ڈالی جاتی ہیں کہ کون ان پر صبر کرتا ہے یا نہیں اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور عرب کے مشرکین تم کو ستایا کریں گے اور طعن و تشنیع کریں گے تمہاری عورتوں پر زبان درازی کریں گے اور طرح طرح کی آزمائشیں تم پر ہوں گی اگر تم اس پر صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرو گے تو یہ بڑا کام ہے اور ان امور میں سے ہے جن کا کرنا لازم ہے (جلالین)

خلاصہ: ہر زندہ و جاندار کو فرشتہ ہو یا حیوان یا جن ضرور موت کا مزا چکھنا ہے کسی کو موت کی لذت چکھنا ہے کسی کو اس کی شدت کسی کو موت سے چارہ نہیں جو یہاں آیا ہے اس کو ایک دن جانا ہے تو جب موت قریب کو آتی ہے جان تو سب کی جاتی ہے سزا و جزا تو صرف دنیا تک نہیں ہے اور سزا و جزا کا محل نہ دنیا ہے نہ برزخ قیامت ہے اور وقت بھی روز قیامت ہے نیک لوگوں کو ثواب اور گناہگاروں کو پورا پورا عذاب بھی دنیا کی راحت و رنج عارضی ہی کہا جاتا ہے تو جو وہ ہے جس قیامت کے روز اپنے آپ کو دوزخ سے بچا لیا ہو اور وہ جنت میں داخل کر دیا گیا ہو دنیا کی ساری نعمتیں راحتیں کہا جاتا ہے معمولی اور فانی ہیں جھوٹی بڑی سب فریب اور سراسر دھوکا ہے جو اس کے فریب میں آ گیا وہ ناکام ہوا اور جس نے غفلت نہ کی اور نیکیاں کرتا رہا وہی کامیاب ہوا * موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اچھے اور برے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جانا ہے * جس نے دنیا میں وہ کر لیا جس سے رب کو راضی کر لیا وہ دوزخ سے دور اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا یہی اصل کامیابی ہے * دنیا کی زندگی فریب کا سامان ہے جو اس سے دامن بچا کر نکلا وہ وہ کامیاب اور خوش نصیب ہے اور جو اس کے فریب میں پھنسا وہ ناکام و بدقسمت اور نامراد ہے * آیت شریفہ میں اہل ایمان کی ان کے ایمان کے موافق آزمائش کا بیان ہے * مفسرین کرام نے اس ضمن میں ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ غزوہ بدر سے پہلے کی بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ بن عبادہ کی عیادت کو گئے جو حارث بن خزرج میں تشریف رکھتے تھے راستے میں ایک مجلس میں مشرکین یہود اور عبداللہ بن ابی یعنی رئیس المنافقین اکٹھا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے اٹھنے والی گرد پر عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) نے ناگواری ظاہر کی تاہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رکے اور انہیں قبول اسلام کی دعوت دی اس پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے گستاخانہ کلمات کہے اس وقت کچھ مسلمان بھی موجود تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی سعادت حاصل کی قریب تھا کہ ان کے مابین جھگڑا ہو جاتا حضور اقدس نے ان سب کو خاموش کروا دیا پھر حضور علیہ السلام حضرت سعدؓ کے پاس پہنچے اور انہیں یہ واقعہ سنایا جس پر انہوں نے عرض کی کہ عبداللہ بن ابی یہ باتیں اس لئے کرتا ہے کہ حضورؐ کے مدینہ آنے سے قبل یہاں کے باشندگان کو اس کی تاج پوشی کرانی تھی لیکن آپ کے رونق افروز ہو جانے کے باعث عبداللہ بن ابی کی سرداری کا معاملہ رک گیا اور اس کا یہ حسین خواب ادھورا رہ گیا جس کا اسے سخت صدمہ ہے اور اس کی یہ تمام باتیں اس کے اسی بغض و عناد کی مظہر ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر بلفظہ) * اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں یہ رسول اللہ ﷺ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف طرح طرح سے طعن و تشنیع کرتے تھے ان حالات میں مسلمانوں کو عفو و درگزر

۳۳ اور صبر و تقویٰ کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے۔ یہ بڑے حوصلہ اور ہمت کا کام ہے * فرمایا (اے ایمان والو) یہ عالم دار امتحان ہے تم کو جانی اور مالی تکلیفیں پہنچائی جائیں گی اہل کتاب اور مشرکین کے طعن اور کلمات خلاف سوز بھی سننے پڑیں گے ثابت قدم رہنا۔ اگر تم ان باتوں پر صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑی ہمت اور اولوالعزمی کی بات ہے

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ کتاب کو پوری طرح ظاہر کر دینا (عام) لوگوں پر اور اسے چھپانا مت سو انہوں نے اس (عہد) کو پس پشت پھینک دیا اور اس کو ایک حقیر قیمت کے عوض میں بیچ ڈالا سو کیسی بری چیز ہے جسے وہ خرید رہے ہیں ★ ہرگز خیال نہ کرو کہ جو لوگ اپنے کرتوت پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام نہیں کئے ہیں ان پر بھی ان کی مدح کی جائے سو ایسے لوگوں کے لئے ہرگز خیال نہ کرو کہ وہ عذاب سے حفاظت میں رہیں گے ان کے لئے تو دردناک عذاب ہے ★ اللہ ہی کے لئے سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ (۳/ ۱۸۷ تا ۱۸۹)

۱۸۷ - اللہ تعالیٰ یہاں اہل کتاب کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ پیغمبروں کی وساطت سے جو عہد ان کا جناب باری سے ہوا تھا کہ حضور پیغمبر آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں گے اور آپ کے ذکر کو اور آپ کی بشارت کی پیش گوئی کو لوگوں میں پھیلائیں گے اور یعنی آپ کی تابعداری میں آ جاویں گے اور پھر جس وقت آپ آ جائیں تو آپ کے تابعدار ہو جائیں گے لیکن انہوں نے اس عہد کو چھپا لیا اور اس کے ظاہر کرنے پر جو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا اس کے بدلے دنیا کی تھوڑی سی پونجی پر الجھ کر رہ گئے ان کی یہ خرید و فروخت بہت ہی بدتر ہے ۔ ف: اس میں علماء کو تنبیہ ہے کہ وہ ان کی طرح نہ کریں ورنہ ان پر بھی سرزنش ہوگی جو ان پر ہوئی اور یعنی یعنی اللہ کی ناراضگی اٹھانی پڑے گی جو انہوں نے اٹھائی علمائے کرام کو چاہیے کہ ان کے پاس جو نفع دینے والا دینی علم ہو جس سے لوگ نیک عمل کر سکتے ہوں اسے پھیلاتے رہیں اور کسی بات کو نہ چھپائیں حدیث شریف میں ہے جس شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اسے چھپا لے تو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنایا جائے گا ۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۸۸ - جو لوگ برے اعمال کر کے اور لوگوں کو گمراہی میں ڈال کر اس اپنی حرکت پر خوش ہوتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری جھوٹی تعریفیں کریں اور ہم کو حق پر سمجھیں حالانکہ وہ گمراہ ہیں تو ان کو تم نہ سمجھو کہ عذاب سے چھوٹ گئے بلکہ وہ دوزخ کے گڑھے میں ان کو سخت عذاب ہے ۔ (جلالین)

علمائے اہل کتاب پر بد اعمالی اور دنیا طلبی یہاں تک غالب آ گئی تھی کہ وہ جیسا کہ موقع دیکھتے ویسا ہی

مقبولی دعویٰ کرتے تھے حق گوئی بالکل جاتی رہی تھی اور الٹے یہ تمنا کہ اپنے کرتوت پر خوش بھی ہوتے تھے بلکہ اس بات پر مدح و ستائش کے مستحق بنتے تھے کہ دیکھو ہم کیسے ہوشیار ہیں دین کی آڑ میں دنیا حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا سو کہ وہ اس چالاکی اور دین فروشی سے چاہیں کہ اللہ کی مار اور اس کی سزا سے بچ جائیں گے ہرگز نہ سمجھیں تھے ان کو اس فعل کی سزا ملنی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ (تفسیر عثمانی)

یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکہ دیتے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے تھے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے تھے کہ انہیں عالم کہا جائے۔ مسئلہ اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لئے اور اس کے لئے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح کا غلط وصف اپنے لئے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ (کنزالایمان)

۱۸۹- پھر یہی نہ سمجھو کہ انہیں کوئی عذاب سے بچا سکتا ہے یا یہ کہیں بھاگ کر عذاب سے بچ سکتے ہیں کیونکہ زمین و آسمانوں کا مالک و قابض اللہ تعالیٰ ہے یہ بھاگ کر جائیں گے اللہ کے ملک ہی میں تو اس کے باوجود رب تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ اس کی ملکیت میں رہتے ہوئے چھپ کر رہ سکیں کہ اس کے عذاب سے بچ جائیں تو عذاب سے بچنے کی اگر کوئی صورت ہے تو وہ یہ کہ یہ لوگ ان حرکتوں سے توبہ کر لیں چالاکیاں دھوکہ بازیاں چھوڑ دیں ہمارے محبوب پر سچے دل سے ایمان لے آئیں (اشرف التفاسیر)

خلاصہ: لتبیننہ: تبیین کے معنی خوب کھول کر بیان کرنے کے ہیں "ہ" کی ضمیر کتاب کی طرف ہے یعنی جو کتاب تمہیں ملے اس کو اور اس کے مضامین کو خوب پھیلاؤ۔ "ولا تکتمونہ" یعنی اس کا کوئی حصہ کسی مضمون کو کسی غرض سے بھی نہ چھپاؤ۔ "ثمنا قلیلا" آخرت کے مقابلہ میں دنیا بہت کم قیمت ہی رہے گی۔ "نبذوہ" ضمیر اس عہد کی طرف ہے (بیضاوی، روح المعانی) * حکم تو عام ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ تو اشارہ ہے معاصر علماء یہود اور منافقین کی جانب (ابن جریر) ماجدی * اس میں اہل کتاب کو زجر و توبیخ کی جا رہی ہے کہ ان سے اللہ نے یہ عہد لیا تھا کہ کتب الٰہی (تورات و انجیل) میں جو باتیں درج ہیں اور آخری نبی کی جو صفات ہیں انہیں لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہیں اور انہیں چھپائیں گے نہیں۔ لیکن ان لوگوں نے دنیا کے تھوڑے سے مفادات کے لئے اللہ کے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا۔ یہ گویا اہل علم کو تلقین ہے کہ ان کے پاس جو علم نافع ہے جس سے لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہو سکتی ہے وہ لوگوں تک ضرور پہنچایا جائے * یہود کتاب الٰہی میں تحریف و کتمان کے مجرم تھے مگر وہ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے تھے * اس میں ایسے لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو صرف اپنے واقعی کارناموں پر ہی خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے کھاتے میں وہ کارنامے بھی درج یا ظاہر کئے جائیں جو انہوں نے نہیں کئے * آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی مالک حقیقی ہے ہر چیز کا اور اس کی قدرت کاملہ ہر چیز پر محیط ہے

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ○
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا إِنَّكَ
مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ○ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا
مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی) نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے۔
وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور وہ غور کرتے رہتے ہیں
آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے (یہ کارخانۂ حیات)
بے کار۔ پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے * اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں
تو رسوا کر دیا تو نے اسے اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار * اے ہمارے رب! بے شک سنا ہم نے منادی کرنے والے کو
جو بلند آواز سے بلاتا تھا ایمان کی طرف (اور کہتا تھا) کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب!
پس بخش دے ہمارے گناہ اور مٹا دے ہم سے ہماری برائیاں اور (اپنے کرم سے) موت دے ہمیں نیکوکاروں کے ساتھ (۳/۱۹۰ تا ۱۹۳)

۱۹۰۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قریش یہود کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے پاس
کیا کیا معجزات لے کر آئے تھے؟ انہوں نے کہا اژدھا بن جانے والی لکڑی اور چمکیلا ہاتھ۔ پھر نصرانیوں کے پاس گئے ان
سے کہا تمہارے پاس حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کیا نشانیاں لائے تھے؟ جواب ملا کہ مادر زاد اندھوں کو بینا کر دینا
اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور مردوں کو زندہ کر دینا۔ اب یہ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے
کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دے۔ آپ نے دعا کی جس پر یہ آیت نازل ہوئی
یعنی نشانِ قدرت دیکھنے والوں کے لئے اسی میں بڑی نشانیاں ہیں یہ اس میں غور کریں تو ان قدرتوں والے اللہ کے سامنے جھک جائیں گے (طبرانی)
آیت کا مطلب یہ ہے کہ آسمان جیسی بلند اور وسعت والی مخلوق اور زمین جیسی پست اور کثافت والی مخلوق پیدا کی پھر
آسمان میں بڑی بڑی نشانیاں مثلاً چلنے پھرنے والے اور اپنی جگہ ٹھہرے رہنے والے ستارے اور زمین کی بڑی بڑی پیداوار مثلاً پہاڑ اور
جنگل اور درخت اور گھاس اور کھیتیاں اور پھل اور مختلف قسم کے جانور اور کانیں اور الگ الگ ذائقے والے اور طرح طرح
کی خوشبوؤں والے اور مختلف خواص والے میوے وغیرہ کیا یہ سب آیات ایک سوچ سمجھ والے انسان کی رہبری اللہ کی
طرف نہیں کر سکتیں؟ جو اور نشانیاں دیکھنے کی ضرورت باقی رہے۔ پھر دن رات کا آنا جانا اور ان کا کم زیادہ ہونا پھر برابر ہو جانا
یہ سب اس عزیز و علیم اللہ کی قدرت کاملہ کی پوری پوری نشانیاں ہیں اسی لئے آخر میں فرمایا کہ ان میں عقلمندوں کے لئے کافی
نشانیاں ہیں جو پاک نفس والے ہر چیز کی حقیقت پر نظریں ڈالنے کے عادی ہیں (تفسیر ابن کثیر)

۱۹۱ - وہ لوگ جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے (غرض ہر حال میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور حسبِ طاقت نماز ادا کرتے ہیں
اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور و فکر کرتے ہیں اور صانع جل شانہٗ کی قدرت کا (نظارہ) کرتے ہیں
اور یہ کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ اے ہمارے رب ہم تیری مخلوقات دیکھ رہے ہیں تو نے اس کو بے فائدہ نہیں بنایا
بلکہ تیری بڑی قدرت ان سے معلوم ہوتی ہے تو پاک ہے اس سے کہ بے فائدہ کوئی کام کرے پس ہم کو بچا
آگ کے عذاب (تکلیف) سے (جلالین)

۱۹۲ - (اے اللہ) ہم آپ کو خالق و مالک مانتے ہیں کیوں کہ تو نے جہنم میں جس کو داخل کیا تو اس کو
بڑا ہی رسوا کیا جس سے زیادہ اور کوئی رسوائی و ذلت نہیں اور ایسے ظالموں کا جو اپنے کا حق دوسرے کو دیتے
ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق میں ثابت کرتے ہیں وہاں ان کا کوئی مددگار اور بچانے والا نہیں۔ (تفسیر حقانی)

۱۹۳ - اے ہمارے پالنہار ہم نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار ان کی دعوت سن لی کہ وہ سارے
بندوں کو ایمان کی دعوت دے رہے ہیں اور ان کی تبلیغی دعوت سارے جہان میں پہنچ رہی ہے اور ہمارا ان کی
تعلیمی آواز سے گونج رہی ہے ہم نے محض تیرے فضل و کرم سے ان کی دعوت قبول کرلی ہم ایمان لے آئے اے
مولیٰ ہمارے ایمان قبول فرما اور اس کی برکت سے ہمارے بڑے بڑے گناہ یا دانستہ کئے ہوئے گناہوں کو معاف
فرما اور ہمارے چھوٹے گناہ یا بھول سے کئے ہوئے گناہ یا جہالت سے صادر شدہ گناہ دفع فرما دے اس کے ساتھ
ہی ہم کو نیکوں کے زمرہ اور ان کے ساتھ میں موت دے کہ جب مریں تو تیرے مقبول بندوں کی جماعت میں ہوں (احسن التفاسیر)

خلاصہ : بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کائنات قدرت ہیں یعنی ایک مادہ سے مختلف اشیاء کس حکمت سے بنائیں
رات اور دن کے تبدیل میں نشانِ قدرت ہے کبھی دن بڑا رات چھوٹی اور دن چھوٹا رات بڑی گرمی و سردی وغیرہ (اس تبدیلی) سے واضح ہے کہ دنیا
کی ہر حالت کو دوام و بقا و تغیر ہے پائیداری نہیں - اور ان سب میں عقلمندوں کے لئے غور و فکر کے ذریعہ دلائل ہیں یادِ الٰہی
کرنے والے ہر بار زبان سے ہر حال اور ہر حیثیت کے ساتھ کرتے رہتے ہیں (کبیر، معالم التنزیل) "علیٰ جنوبہم"
سے مراد ہے لیٹے ہوئے (قرطبی) موجوداتِ کائنات کے قوانین طبعی و قواعد تکوینی سے صانع اعظم و خالق
کائنات کی قدرت حکمت و صنعت پر استدلال اعلیٰ عبادت ہے (بیضاوی و کبیر) اللہ تعالیٰ نے یہ (سب)
بلا فائدہ اور بے مقصد نہیں پیدا کیا ہے (مدارک و ابن کثیر) "الظّٰلمین" ظالم سے یہاں مراد کافر ہے (قرطبی و مدارک
بحر المحیط و کبیر) "من تدخل النّار" سے مراد وہ کفر و شرک کی حالت میں مرے ہوئے ہیں جو ہمیشہ کے لئے دوزخ
میں جمع کئے جائیں گے - (قرطبی) ایمان شرعی یہی ہے معتبر و مستند ہے جو رسول اللہ کی ہدایت کا اتباع ہو (مدارک)
"منادیا" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (ابن کثیر، معالم التنزیل، روح المعانی و کشاف) تفسیر ماجدی
حدیث شریف میں آیا ہے کہ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لے کر آخر سورت تک آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رات کو جب تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو تلاوت فرماتے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ
عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا
مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ
لَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں جو وعدہ کیا تو نے ہمارے ساتھ اپنے رسولوں کے ذریعہ اور رسوا نہ کر ہمیں قیامت کے دن، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ☆ تو قبول فرمائی ان کی التجا ان کے پروردگار نے (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل کرنے والے کا تم سے خواہ مرد ہو یا عورت بعض تمہارا جزو ہے بعض کا تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور (دین کے لئے) لڑے اور مارے گئے تو ضرور میں مٹا دوں گا ان (کے نامۂ عمل) سے ان کے گناہ اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں (یہ) جزا ہے (ان کے اعمال حسنہ کی) اللہ کی طرف سے اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے (۳/۱۹۴ تا ۱۹۵)

۱۹۴ - اے ہمارے رب! ہم سے جو وعدے اپنے رسولوں کی معرفت تو نے کئے ہیں انہیں پورا فرما ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر تو وعدہ خلافی سے پاک ہے (ابن کثیر)

اور جو کچھ تو نے رسولوں کی معرفت فضل و رحمت کا ہم سے وعدہ فرمایا اس کو پورا فرما۔ (اللہ کا وعدہ بغیر ان کے کہنے کے بھی پورا ہوتا پھر یہ عرض کرنا کہ جو کچھ ہم سے رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اس کو پورا فرما اس لئے ہے کہ اللہ سے یہ بات مانگی کہ ہم کو ان لوگوں میں سے کر جو مستحق اس وعدہ کے ہیں کیونکہ ان کو یقین تھا کہ ہم بالضرور مستحق اس وعدہ کے ہیں) اور ہم کو قیامت میں رسوا نہ کر بے شک تو تیرا وعدہ جزا و سزا اور حشر و نشر کا ہے سب پورا ہونے والا ہے۔ (جلالین)

اے ہمارے رب! جو کچھ تو نے ہمارے لئے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی معرفت عالم جاودانی کی بابت وعدہ فرمایا ہے وہ ہم کو دے دینا ہمارے قصوروں کے سبب محروم نہ کر دینا۔ خوف تو یہی ہے کہ تیرے وعدہ کی بابت شبہ نہیں کیونکہ تو ہرگز وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ (تفسیر حقانی)

۱۹۵ - صاحب عقل اور صاحب ایمان لوگوں نے جب اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں جن کا ذکر پہلے کی آیتوں میں تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی ان کی مانگی مرادیں انہیں عطا فرمائی اسی لئے اس آیت کو ف سے شروع کیا☆ پھر قبولیت دعا کی تفسیر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ میں کسی عامل کے عمل کو رائیگاں نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا بدلہ عطا فرماتا ہوں خواہ مرد ہو خواہ عورت ہر ایک میرے پاس ثواب میں اور اعمال کے بارے میں یکساں ہے پس جو لوگ شرک کی جگہ چھوڑیں اور ایمان کی جگہ آجائیں دار الکفر سے ہجرت کریں بھائیوں دوستوں پڑوسیوں اور اپنوں کو اللہ کے نام پر ترک کریں مشرکوں کی ایذائیں سہہ کر تنگ کر عاجز آ کر ایمان کو نہ چھوڑیں بلکہ اپنے

مرتبہ

بیان ہے وطن سے منہ موڑ لیں لوگوں کا انہوں نے کوئی نقصان نہیں کیا تھا جس کے بدلے میں انہیں ستایا جاتا بلکہ ان کا قصور تھا کہ میری راہ کے پیچھے چلنے والے تھے صرف میری توحید کی وجہ سے دنیا کی دشمنی مول لے لی تھی میری راہ پر چلنے کے باعث طرح طرح سے ستائے جاتے تھے * انہوں نے جہاد کیا اور یہ شہید بھی ہوئے یہ اعلیٰ درجہ ہے اور بلند مرتبہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے سواری کٹ جاتی ہے منہ خاک و خون میں مل جاتا ہے * فرماتا ہے کہ میں ان کی برائیاں معاف فرما دوں گا اور انہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جس میں چو طرف نہریں بہہ رہی ہیں جن میں سے کسی میں دودھ ہے کسی میں شہد، کسی میں صاف پانی اور وہ نعمتیں ہوں گی جو نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی انسان کے دل پر کبھی خیال گزرا ہے یہ بدلہ اللہ کی طرف سے ظاہر ہے کہ جو ثواب اس شہنشاہ عالی کی طرف سے ہو وہ کس قدر زبردست اور بے انتہا ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے فضائل تو معلوم ہوئے لیکن یہ بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کی تسکین فرما دی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔ (کنز الایمان)

خلاصہ: اے ہمارے پروردگار! اپنے فضل و رحمت سے ہم کو وہ سب کچھ عطا فرما دے جس کا وعدہ اپنے رسولوں کی معرفت فرمایا ہے اور اپنے لطف و کرم سے ایسا کر دے کہ بروز محشر ہماری ذلت و رسوائی نہ ہو بے شک اے معبود! تیرے سارے وعدے سچے ہیں اور اپنے وعدے پورے فرماتا ہے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا * روح المعانی میں ہے کہ حق یہ ہے کہ رسل سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں چونکہ آپ کی اطاعت سارے رسولوں کی اطاعت ہے اور آپ کا وعدہ سارے نبیوں کا وعدہ ہے اس لئے آپ کی ذات عالی کے لئے جمع کا صیغہ ارشاد ہوا * سو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت اس بارہ میں سب برابر ہیں * سو جن لوگوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے دین میں ان لوگوں کو تکلیفیں پہنچیں اور کافروں کو قتل کیا اور شہید ہوئے ہیں ان کے گناہوں کو بخش کر دے گا اور انہیں جنت کے باغوں میں پہنچاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ اللہ کے پاس کا بدلہ ہے اور اسی کے ہاں علاوہ بدلہ نیکیوں کے واسطے تیار ہے *

ہر مسلمان (خواہ مرد ہو یا عورت) کو اس کی بدی تلافی" روحانی نیکیوں کا اچھا بدلہ ملے گا۔ ہجرت خواہ خوشی کی ہو یا بجبر وطن سے نکالے گئے ہوں اور اللہ کی راہ میں ستائے گئے یا جبراً ہجرت سے روکے گئے ہوں اور کفار مکہ کے ظلم و ستم برداشت کرتے رہے یا قبل ہجرت یا بحالت ہجرت تکالیف دی گئی ہوں یا اللہ کی راہ میں جہاد کیا یا راہ حق میں شہید کئے گئے ہوں ان سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات ملیں گے ان کے گناہوں کی بخشش، ان کا داخلہ ایسے باغوں میں داخلہ جن کے نیچے دودھ پانی شہد وغیرہ کی نہریں بہہ رہی ہیں ان نعمتوں کے علاوہ بہت شاندار ثواب عطا کیا جائے گا جو سارے جہانوں کے پیدا کرنے والے اور پرورش کی عطائے خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس (جنت میں) اچھا بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ
الْمِهَادُ ۝ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ ۝ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ
لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ
إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

(یہ) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا کہیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے * (یہ) چند روزہ بہار ہے پھر
ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیسی بری آرام گاہ ہے * البتہ جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں
ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (یہ) مہمانی (ہوگی)
اللہ کی طرف سے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے حق میں کہیں بہتر ہے * اور اہل کتاب میں کچھ ایسے
بھی ہیں جو اللہ پر اور تم پر جو کچھ اتارا گیا ہے اور جو کچھ ان پر اتارا گیا ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں اللہ
سے ڈرنے والے ہیں اللہ کی آیتوں کا حقیر منفعت پر سودا نہیں کرتے اور یہی ان کا اجر ان کے پروردگار
کے پاس ضرور ملے گا بے شک اللہ حساب بہت جلد لینے والا ہے * اے ایمان والو! (خود) صبر کرو
اور تقابلے میں صبر کرتے رہو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو عجب نہیں کہ مقدم پاجاؤ (۳/۱۹۶ تا ۲۰۰)

۱۹۶ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کافروں کی بدمستی ان کے نازونعم ان کی راحت و آرام اور ان کی خوش حالی و فارغ البالی
کی طرف آپ نظریں نہ ڈالیے یہ سب عنقریب زائل ہو جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

تم کو دھوکہ نہ ہو اس سے کہ کافر شہروں میں پھرتے ہیں تجارت کرتے ہیں اور مال کماتے ہیں یہ دنیا کا چند دنوں کا
نفع ہے پھر فنا ہو جاتا ہے * یعنی کافروں کی عیش دنیوی دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ اللہ ان سے خوش ہے (جلالین)

۱۹۷ - یہ ایک تھوڑا سا مال ہے اور بہت ہی بے ثبات کم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مصلحت سے ان کو دے رکھا ہے
اس پر نظر مت ڈالنا * پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے یہ چند روزہ کامرانی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار و مشرکین اللہ کے دشمن تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم تنگی و مشقت
میں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ کفار کا یہ عیش متاع قلیل ہے اور انجام خراب (کنزالایمان)

۱۹۸ - لیکن پرہیزگار مسلمانوں کی متاع کثیر ہے اور جنتیں ان کے نامزد ہو چکیں جن کے نیچے ایک نہیں بلکہ بہت
سی نہریں رواں ہیں اس میں ان کا قیام عارضی نہ ہوگا بلکہ دائمی ہوگا ہمیشہ رب تعالیٰ کی طرف سے ان کی مہمانی
ہوگی (بحوالہ اشرف التفاسیر)

۱۹۹ - یہ آیت نجاشی کے متعلق نازل ہوئی (مستدرک حاکم بروایت عبداللہ بن زبیر) اس آیت کا نزول حضرت عبداللہ بن سلام اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں ہوا (ابن جریر بحوالہ ابن جریج) ان تمام اہل کتاب کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا جو ایمان لے آئے تھے۔ (مجاہدؒ) یہ آیت چالیس نجرانیوں کے متعلق نازل ہوئی جن میں ۳۲ حبش کے رہنے والے تھے اور آٹھ رومی تھے (عطاءؒ) اہل کتاب میں سے کچھ لوگ یقیناً اللہ پر یعنی اللہ کی ذات و صفات اور اسماء پر صحیح ایمان رکھتے ہیں اور اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو تمہاری طرف اتارا گیا اور اس پر بھی جو ان کی طرف بھیجا گیا یعنی توریت اور انجیل اور وہ اللہ کے سامنے عاجزی اور خضوع کرتے ہوئے اللہ کی آیات کے عوض حقیر معاوضہ نہیں لیتے یہی لوگ ہیں جن کا خصوصی اجر ان کے رب کے پاس ہے یعنی اجر مخصوص جو دوسروں سے زائد ہے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۲۰۰ - آیت میں جامع و مانع ہدایت فلاح ساری امت کے لئے آگئی ہے۔ اصبروا یعنی جو مصیبتیں راہ حق میں اپنی ذات پر پیش آئیں ان پر صبر کئے جاؤ خواہ وہ صبر کا تعلق مشقت و تعب عبادات سے ہو خواہ نفس کی مرغوب و محبوب خواہشوں کے ضبط سے (بیضاوی، قرطبی، جصاص) صابروا یعنی جو مصیبتیں مخالفین و معاندین کے ہاتھوں پیش آئیں انہیں برداشت کرو (بیضاوی) رابطوا یعنی خارجی دشمن اور اندرونی دشمن (نفس) دونوں سے مقابلہ کے لئے مستعد رہو (ابن العربی) واتقوا اللہ لعلکم تفلحون صبر یا مصابرہ یا مرابطہ کا اصلی مصدر اور آخری ماخذ تقویٰ الٰہی ہے اور اسی کا نتیجہ دنیا و عقبیٰ میں فلاح ہے (کبیر) بحوالہ ماجدی

خلاصہ: آیت (۱۹۶) میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد امت ہے یا خطاب عام ہے کوئی ہو = کافروں کا شہروں میں تجارت و کمائی کے لئے گھومنا اور کمائی سے آرام و آسائش پانا مسلمانوں کی فریب خوردگی کا سبب تھا جس کی ممانعت فرمائی گئی۔ مشرک بڑی راحت و آسائش میں تھے تجارت کرتے اور آرام سے رہتے۔ بعض مسلمانوں نے کہا دیکھو اللہ کے دشمن کیسے اچھے حال میں ہیں اور ادھر ہم ہیں کہ (باوجود مومن ہونے کے) دکھ اور تنگ حالی میں مبتلا ہیں اس پر آیت نازل ہوئی (بغوی) حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی فاجر کی راحت اور اچھی حالت دیکھ کر اس پر رشک نہ کرو تم کو معلوم نہیں کہ مرنے کے بعد اس کے سامنے کیا آنے والا ہے اللہ کے نزدیک اس کے لئے ایک ایسا مار ڈالنے والا مستعین ہے جو (خود) کبھی نہیں مرے گا یعنی دوزخ (شرح السنۃ) م ✱ متاع قلیل یعنی کافروں کی آسائشیں چند روزہ بہار ہیں پھر یہ مریں گے اور ان راحتوں کا کوئی نشان نہ ہوگا بلکہ ان کا دائمی ٹھکانہ جہنم ہوگا جو بہت بری جگہ ہے ✱ ایمان اور اسلام تقویٰ کی بھلی شرائط ہیں متقیوں کے لئے متاع کثیر ہے اور نعمت جنت جہاں اللہ تعالیٰ اپنے الطاف و اکرام سے نوازے گا اور نیکوں کے لئے اللہ کے پاس جو ہے وہ بہت ہی اچھا ہے اور جنت الفردوس میں یہ مہمان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا میزبان ہوگا ✱ اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کے اوصاف اور خوبیوں کا تذکرہ۔ ان کے لئے اجر عظیم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ✱ نہایت جامعیت کے ساتھ واضح فرما دیا گیا کہ صبر، مصابرہ، رباط اور تقویٰ میں دنیوی و اخروی فلاح و کامیابی کا راز مضمر ہے۔ جب کسی فرد یا قوم میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو نصرت حق تعالیٰ اس کی پاسبان ہوتی ہے۔ (الحمد للہ سورہ آل عمران کی تفسیر مکمل ہوئی۔ س م ح ش)